انجمن اتحاد الخواتین، امرتسر

تعارف اور خدمات

احمد سعید

لاہور کی انجمن خاتونان اسلام (۱۹۱۰ء) کے بعد مسلم خواتین کی ایک اور فعال انجمن ۱۹۲۸ء میں امرتسر میں قائم کی گئی تھی۔ روزنامہ انقلاب لاہور میں شائع شدہ انجمن کی اعزازی سیکرٹری کے ایک مراسلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجمن دسمبر ۱۹۲۸ء میں قائم ہوئی تھی۔ اگرچہ قطعی تاریخ کا تعین نہیں ہو سکا۔

امرتسر کی "چند مخلص اور درد اسلام رکھنے والی خواتین" نے مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے یہ تنظیم قائم کی تھی۔

۱۔ تمام بہنوں میں اتفاق و اتحاد کی ایک ایسی فضا پیدا کی جائے کہ جس کی اجتماعی قوت سے نااتفاقی اور آپس کی خانہ جنگی بالکل ختم ہو جائے۔

۲۔ تمام بہنوں کو شادی اور غمی کی ان تمام فضول اور لغو رسوم سے رد کا جائے جنکی وجہ سے قوم ناداری اور مفلسی کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ نیز انہیں اسلام کے صحیح احکام سے آشنا کرتے ہوئے کفایت شعاری اور دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کے اصول پر کاربند ہونے کی تلقین کی جائے۔

۳۔ تمام بہنوں کو وعظ و تقریر کے ذریعے احکام خداوندی سے خبردار کر کے صوم و صلوۃ کی پابندی کے لئے آمادہ کیا جائے۔

انجمن کی سیکرٹری نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا کہ کئی ایک مقامی بہنوں نے نہ صرف انجمن کے اغراض و مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں بلکہ انہوں نے کمال فراخدلی کے ساتھ چار آنے (موجودہ دور کے پچیس پیسے) سالانہ چندہ کی بجائے ایک روپیہ چندہ ادا

کر کے اپنی دلی ہمدردی کا پورا ثبوت دیا ہے۔ انجمن کی سیکرٹری نے اپنی اس دلی خواہش کا اظہار کیا کہ امرتسر کی کوئی محترم بہن اور قابل احترام ماں اس کار خیر کی انجام دہی سے محروم نہ رہے۔ انہوں نے تمام مسلمان بہنوں سے درخواست کی اگر انکے دلوں میں اسلام کی حمیت اور قوم کی فلاح و بہبود کا کچھ بھی خیال ہے تو ان کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ انجمن کی رکن بن کر خدمت اسلام کے لئے آمادہ و تیار ہو جائیں۔[1]

انجمن کے اغراض و مقاصد پر ایک نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگرچہ یہ انجمن مسلم خواتین میں موجود سماجی برائیوں کے انسداد کے ساتھ ساتھ ان میں "اسلامی شعور" پیدا کرنے کی غرض سے قائم کی گئی تھی لیکن آگے چل کر ہم دیکھیں گے کہ دیگر انجمنوں کی مانند اس انجمن نے بھی اس دور کے زبردست سیاسی ہیجانات سے اثرات قبول کئے۔

روزنامہ انقلاب میں شائع شدہ انجمن کی سرگرمیوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسکی مشترکہ سیکرٹری غلام فاطمہ اس انجمن کی روح رواں تھی۔ انجمن اتحاد الخواتین کے اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک مستقل مجلس مشاورت قائم کی گئی تھی۔ ۲ مارچ ۱۹۲۹ء کو انجمن کے ایک اجلاس میں اس مجلس کے قیام کا فیصلہ ہوا تھا۔[2] مجلس مشاورت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا سید داؤد غزنوی، خواجہ عبدالرحمٰن غازی، مولانا عبداللہ، مولانا عبدالغفار غزنوی، حکیم عبدالرحیم، حکیم مہتاب دین، بابو احمداللہ، ڈاکٹر محمد شریف، سید اکبر شاہ چشتی، شیخ حسام الدین، بابو غلام رسول، ماسٹر اللہ بخش، حکیم محمد سکندر خضر، ایم غلام یاسین فرحت، خواجہ قمر الدین، مولوی سراج الدین پال، بابو محمد طفیل، حکیم محمد جان، ماسٹر میاں احمد، ڈاکٹر سید شفاعت احمد اور بابو غلام رسول شامل تھے۔ یہ کمیٹی مسلمان مستورات کی ترقی اور ان سے متعلق اہم مسائل پر غور وخوض کے لئے قائم کی گئی تھی۔[3]

مندرجہ بالا حضرات کے ناموں پر ایک نظر ڈالنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت امرتسر کے دینی، سیاسی اور سماجی کارکن اور زعماء سب ہی اس انجمن کی رہنمائی کر رہے تھے۔ غازی عبدالرحمٰن، عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین، مولانا داؤد غزنوی اور حکیم محمد سکندر خضر اس دور

کی سیاست میں بہت سرگرم عمل تھے اور ضلعی اور صوبائی سطح پر تحریک خلافت کانگرس اور جمعیت العلماء ہند کی سرگرمیاں انکے دم سے قائم تھیں جبکہ سید محمد اکبر شاہ چشتی اور خواجہ غلام یاسین فرحت امرتسر میں قائم شدہ مختلف انجمنوں کے کرتا دھرتا تھے۔

مارچ ۱۹۳۳ء میں انجمن اتحاد الخواتین کا جو سالانہ انتخاب عمل میں آیا اس میں مندرجہ ذیل عہدے دار منتخب ہوئے۔ مشہور و معروف ماہر تعلیم ڈاکٹر مس خدیجہ فیروز الدین انجمن کی صدر منتخب ہوئیں۔

یاد رہے کہ مس خدیجہ ان دنوں امرتسر کے زنانہ گورنمنٹ کالج کی پرنسپل کے فرائض انجام دے رہی تھیں۔ نائب صدارت چار خواتین بیگم خان بہادر، خواجہ محمد غلام صادق، رابعہ پنہاں، بیگم خواجہ غازی عبدالرحمن اور بیگم سید محمد اکبر شاہ چشتی (رئیس امرتسر) کو سونپی گئی تھی۔ غلام فاطمہ کو انجمن کا سیکرٹری مقرر کیا گیا جو قبل ازیں مشترکہ سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہی تھیں اور درحقیقت اس انجمن کی کرتا دھرتا تھیں۔ مشترکہ سیکرٹری، اسسٹنٹ سیکرٹری اور پروپیگنڈہ سیکرٹری کے عہدوں پر بالترتیب بیگم چودھری فیروز الدین، بیگم خواجہ غلام محمد شمشاد اور بیگم خواجہ غلام یسین فرحت کا انتخاب عمل میں آیا تھا۔ ان عہدے داروں کے علاوہ ایک مجلس انتظامیہ بھی قائم کی گئی تھی جس میں زنانہ مڈل سکول کی ہیڈ مسٹریس، بیگم خواجہ غلام مصطفیٰ، بیگم محمد حسن، بیگم غلام حسن، بیگم سید حسن شاہ، بیگم حکیم محمد خان (رئیس امرتسر) ہمشیرہ شیخ عبدالرحمن اور والدہ خواجہ عبدالرحیم عاجز شامل تھیں۔[۴]

ابتداء میں انجمن اتحاد الخواتین کا دفتر کٹڑہ جیمل سنگھ متصل کشمیر ہاؤس میں قائم کیا گیا تھا جسے جون ۱۹۲۹ء میں وہاں سے کٹڑہ مہاں سنگھ متصل رشید لانڈری ورکس منتقل کر دیا گیا۔[۵] اگست ۱۹۲۹ء میں انجمن نے امرتسر کی ایک اور فعال جماعت انجمن اسلامیہ امرتسر سے درخواست کی کہ چونکہ شہر میں کوئی ایسی پردہ دار جگہ نہیں تھی جہاں مسلمان خواتین ہر ہفتے یا ہر ماہ ایک مرتبہ جمع ہو کر اپنی اور قوم کی فلاح و بہبود سے متعلق تبادلہ خیالات کر سکیں لہذا اسکے دفتر کے سامنے جو خالی قطعہ زمین موجود تھا وہ انجمن کو لیڈیز ہال بنانے کے لئے دے دیا جائے۔[۶]

جیسا کہ سطور بالا میں بیان کیا گیا کہ اس انجمن کے قیام کا بنیادی مقصد رسومات قبیحہ اور مذموم رواجوں کی بیخ کنی تھا اس لئے انجمن نے اس مقصد کے حصول کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی ۔ انجمن نے مسلمان خواتین میں ان فرسودہ اور خلاف دین رسومات کے خلاف ذہن تیار کرنے کے لئے مختلف جلسوں کے انعقاد کا اہتمام کیا ۔ ۱۵ مارچ ۱۹۲۹ء کو اسی طرز کے ایک جلسے کا اعلان ہوا ۔ ۲ اگست ۱۹۲۹ء کو بیگم خواجہ محمد غلام صادق کی زیر صدارت اسلامیہ ہائی سکول میں دوپہر تین بجے ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں شہر کے ہر حصہ کی تقریباً چھ سات سو مسلمان خواتین نے بارش کے باوجود شرکت کی ۔ جلسہ میں تعلیم یافتہ خواتین نے رسوم قبیحہ کے تباہ کن نتائج کا ذکر کرتے ہوئے "رقت انگیز" تقاریر کیں ۔

ان مختلف جلسوں کے علاوہ انجمن نے اگست ۱۹۲۹ء میں اپنے ایک اجلاس میں یہ فیصلہ کیا

> چونکہ رسوم قبیحہ اور مذموم رواجات کا بڑھتا ہوا سیلاب قوم کے لئے تباہ کن نتائج پیدا کر رہا ہے اس لئے اس بڑھتی ہوئی طغیانی کو روکنے کے لئے ہندوستان کے ہر فرقہ اور عقیدہ کی دردمند بہنوں کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے جس میں خواتین کی اخلاقی، تمدنی اور معاشرتی کمزوریوں کو رفع کرنے پر غور کیا جائے اور ایک مفید الاثر لائحہ عمل مرتب کیا جائے جس پر عمل کرتے ہوئے آئے دن کی مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل ہو جائے ۔

انجمن نے مجوزہ کانفرنس کو کامیاب اور بارونق بنانے کے لئے نظم و نثر پر چھ انعامات دینے کا اعلان کیا ۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ انجمن کے منتظمین نے اس کانفرنس میں صنعت و حرفت دستکاری اور محنت و مشقت کی نہایت اعلیٰ فلم بھی روزانہ دکھانے کا اعلان کیا جس کے ذریعے محنت و مشقت کی طرف رغبت ہوگی ۔ انجمن کی سیکرٹری غلام فاطمہ نے تمام تعلیم یافتہ بہنوں سے انجمن کو اس بارے میں مفید مشوروں سے نوازنے کی درخواست کی ۔ [۸] کیا یہ کانفرنس منعقد ہوئی یا نہیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا ۔

انجمن "اتحاد الخواتین" نے اپنے اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے "اتحاد نسواں" کے نام سے ایک ماہوار رسالہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ۔ ستمبر ۱۹۳۰ء میں اس رسالہ کے اجراء کی خبر دیتے ہوئے رسالہ کی منتظمہ کی طرف سے ایک اعلان میں کہا گیا کہ

اگر آپ لغو رسوم و رواج کے بندھنوں اور جہالت کے تھپیڑوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آپ اپنی اولاد اور قوم کو دنیا میں سربلند اور ممتاز دیکھنے کے متمنی ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ "اتحاد نسواں" کی اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کریں۔ انجمن کی طرف سے یہ بھی اعلان ہوا کہ جو بہنیں ۱۵ ستمبر تک اپنا نام رجسٹر خریداری میں درج کروالیں گی ان سے صرف ڈیڑھ روپے سالانہ چندہ لیا جائے گا۔ اس "عظیم الشان رعایت" کا اعلان محض اس وجہ سے کیا گیا تاکہ غریب سے غریب خواتین بھی ان رہبر آموز مضامین سے سبق حاصل کر سکیں۔ [9]

انجمن اتحاد الخواتین نے یہ مژدہ بھی سنایا۔

دنیائے صحافت پر جلوہ گر ہونے والے اس رسالے میں ملک کی بہترین لکھنے والی بہنوں اور اہل قلم بھائیوں کے مضامین اور سبق آموز افسانے اور روح کو گرما دینے والے اشعار ہوا کریں گے۔ انجمن نے یہ امید ظاہر کی کہ اس آفتاب صحافت کی نورانی کرنیں تمام بہنوں کے دلوں کو نفاق و شقاق، حسد و بغض اور تفرقہ بازی کی ظلمتوں سے پاک اور انہیں اخلاقی رواداری اور ہمدردی و مروت کے نورانی جذبات سے لبریز کر دیں گی۔ [10]

ستمبر ۱۹۳۰ء میں رسالہ کے ابتدائی انتظامات مکمل ہونے اور یکم اکتوبر کو اسکے پہلے شمارے کی اشاعت کا اعلان ہوا۔ ساتھ ہی سالانہ چندہ کی رعایتی قیمت کی میعاد ۳۰ ستمبر تک بڑھانے کا بھی مژدہ سنایا گیا۔ [11] یاد رہے کہ رسالے کا سالانہ چندہ دو روپے چار آنے مقرر کیا گیا تھا [12] نومبر ۱۹۳۰ء میں شائع شدہ ایک خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ "اتحاد نسواں" کا شمارہ شائع ہوا تھا جس میں یہ توقع ظاہر کی گئی تھی کہ انشاء اللہ اس کے دلچسپ اور مفید مضامین کنیزان توحید کی دینی اور دنیوی معلومات کو بڑھانے اور انہیں خدا اور رسولؐ کی بتائی ہوئی شاہراہ پر چلانے کے لئے شمع ہدایت کا کام دیں گے۔ یہ رسالہ کب تک جاری رہا اور اس میں کس طرح کے مضامین شائع ہوئے اس بارے میں کچھ بھی کہنا ممکن نہیں کیونکہ اتحاد نسواں کا ایک بھی شمارہ دستیاب نہیں ہو سکا۔

امرتسر جیسے اہم تجارتی شہر میں اگرچہ مسلمان یتیم بچوں کے لئے ایک یتیم خانہ خوش اسلوبی سے کام کر رہا تھا لیکن ابھی تک یتیم بچیوں کی دیکھ بھال اور انکی پرورش کے لئے کسی بھی تنظیم نے کوئی توجہ نہیں کی تھی۔ انجمن اتحاد الخواتین کی صدر ڈاکٹر خدیجہ فیروز الدین مسلمان بچیوں کے لئے ایک یتیم خانہ قائم کرنے اور اسے مستحکم بنیادوں پر قائم رکھنے کے سلسلے میں مسلمان خواتین کو

مسلسل توجہ دلاتی رہیں ۔اگست ۱۹۳۴ء میں ایک جلسہ میں انہوں نے درد بھرے الفاظ میں قوم کی یتیم بچیوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچتے ہوئے مسلم خواتین کو بتلایا کہ مسلمان ہونے کے ناطے ایک عظیم ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے "کیونکہ انکی بچیاں دامن توحید سے چھن چھن کر تثلیث اور ارتداد میں پناہ لے رہیں ہیں" ۔انہوں نے حاضرات سے درخواست کی کہ وہ اپنا فرض پہچانتے ہوئے اپنی اخلاقی اور مذہبی ذمہ داریوں سے عہدہ براہوں ۔خدیجہ فیروزالدین کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور انجمن "اتحادالخواتین" نے ایک یتیم خانہ کھولنے کی طرف توجہ کی ۔ مسلمان بچیوں کے لئے یہ یتیم خانہ امرتسر کے میونسپل کمشنر میاں محمد شریف کے مکان واقع کٹرہ مہاں سنگھ میں کھولا گیا تھا۔اس یتیم خانے کا انتظام چلانے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی ۔ مس خدیجہ فیروز الدین کو یتیم خانے کا سرپرست مقرر کیا گیا تھا۔ چھ خواتین (بیگم خان بہادر، خواجہ محمد غلام صادق، بیگم شیخ صادق حسن، بیگم شیخ نور محمد، بیگم شیخ عبدالکریم، بیگم میاں غلام محمد اور بیگم ڈاکٹر نور احمد قریشی) یتیم خانہ کی نائب صدر جبکہ دو خواتین بیگم ڈاکٹر محمد شریف، اور بیگم غلام نبی کو سیکرٹری مقرر کیا گیا یاد رہے کہ اس دور میں بیگم غلام نبی انجمن اتحادالخواتین کی سیکرٹری کے فرائض بھی انجام دے رہی تھیں ۔یتیم خانے کا انتظام چلانے کے لئے مندرجہ ذیل بارہ خواتین پر مشتمل ایک انتظامی کمیٹی بھی مقرر کی گئی ۔ بیگم غلام محمد ملک، بیگم غلام حسن، بیگم عبدالعزیز، بیگم نذیر احمد، بیگم غلام محمود، بیگم خواجہ عبدالغنی کاک، بیگم خواجہ عبدالخالق، بیگم شیخ محمد صادق، بیگم شیخ احمد، استانی وزیر بیگم، استانی شاہ بیگم اور نذیر بیگم [۱۳] ۔اس یتیم خانہ میں مسلمان بچیوں کی تعلیم وتربیت اور سینے پرونے کی سکھائی کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔

۱۹۳۴ء میں انجمن کو خبر ملی کہ پونا شہر میں دو مسلمان یتیم بچیاں کسمپرسی کی حالت میں ہیں اور اگر انکی خبر گیری نہ کی گئی تو خدشہ تھا کہ کہیں وہ عیسائیت قبول نہ کرلیں ۔انجمن نے فوری طور پر اپنا ایک آدمی پونا روانہ کیا جو دونوں بچیوں کو اپنے ہمراہ لے آیا۔ان دونوں کو انجمن کے یتیم خانہ میں داخل کروا دیا گیا۔ [۱۴]

۱۹۳۴ء میں صوبہ بہار میں سخت زلزلے نے بہت تباہی مچائی اور ہزاروں افراد کو اپنی لپیٹ

میں لے لیا۔ اس موقع پر بھی انجمن اتحاد الخواتین نے " بیس پچیس بچیاں جنکے سروں سے انکے شفیق والدین کا سایہ اٹھ گیا ہو اور لاوارث ہوں اپنے یتیم خانے میں داخل کرنے اور انکی پورے طور پر تعلیم و تربیت و پرداخت اپنے ذمہ لینے "کا اعلان کیا۔ انجمن نے صوبہ بہار کے امیر شریعت مولانا محمد سجاد سے اس معاملے میں مدد کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ جس وقت ہمارا نمائندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو بچیوں کو اسکے ساتھ بھیج دیں۔ کرایہ خود انجمن ادا کرے گی۔[۱۵] اس موقع پر انجمن کی کارپردازوں نے تمام مسلمانوں سے امداد کی درخواست کرتے ہوئے کہا " اس وقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمان ایسے ادارے قائم کریں جہاں ایسی لاوارث بچیاں جو ہماری گودوں سے چھن چھن کر دامن تثلیث میں پناہ لیتی جارہی ہیں کی پرورش کا انتظام ہو "۔ انجمن نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ یہ کام جو کہ مردوں کے کرنے کا تھا عورتوں نے اپنے نازک کاندھوں پر اس کا بوجھ اٹھایا ہے۔ انجمن نے " اسلام اور انسانیت " کے نام پر اپیل کی کہ عملی ہمدردی کے ذریعے اس کا بوجھ ہلکا کیا جائے۔ اگرچہ انجمن نے سرمایہ نہ ہونے کے باوجود اس بھاری ذمہ داری کے اٹھانے کا جو فیصلہ کیا تھا اس پر ثابت قدم رہنے کا فیصلہ کرتے ہوئے اپنے اس عزم صمیم کا اظہار کیا کہ جو قدم آگے بڑھایا ہے جب تک جان میں جان ہے اب واپس نہیں ہوگا۔[۱۶]

۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں زبردست زلزلہ آیا جس میں ہزاروں افراد لقمہ اجل بن گئے۔ اس موقع پر بھی انجمن "اتحاد الخواتین" نے ایک امدادی کمیٹی قائم کی۔ انجمن نے مجلس احرار سے جو کہ اس وقت امدادی سرگرمیوں میں پیش پیش تھی سے درخواست کی کہ وہ ہمیں بتلائے کہ ہم کسطرح سے زخمیوں اور دیگر مصیبت زدوں کے کام آسکتی ہیں۔ انجمن نے چند یتیم بچوں کو اپنی سرپرستی میں لینے کا اعلان کیا۔[۱۷]

انجمن " اتحاد الخواتین " تعلیم نسواں کے فروغ میں خصوصی دلچسپی رکھتی تھی اور اسکی سرگرمیوں کے دائرہ کار میں تعلیم نسواں کے فروغ کو ہمیشہ خصوصی اہمیت حاصل رہی۔ ۱۹۲۹ء میں امرتسر میں لڑکیوں کے لئے ایک بھی مڈل سکول موجود نہ تھا اور پرائمری سکولوں کی شدید قلت تھی جسکے سبب اکثر لڑکیاں تعلیم سے محروم رہ جاتی تھیں۔ چونکہ شہر میں لڑکیوں کا صرف ایک ہی ہائی

سکول تھا لہذا لڑکیوں کے لئے شہر کے دور دراز علاقوں سے آکر تعلیم حاصل کرنا ناممکن تھا۔ اس صورت حال کے پیش نظر انجمن نے حکومت پنجاب اور امرتسر میونسپل کمیٹی سے درخواست کی کہ امرتسر میں تعلیم نسواں کے فروغ اور اسے وسعت دینے کے لئے اول تو شہر کے لوئر پرائمری سکولوں کو پرائمری سکولوں میں تبدیل کیا جائے دوم شہر کی چاروں سمتوں کے مرکزی مقامات پر ایک ایک زنانہ مڈل سکول قائم کیا جائے سوم جب تک ایک سے زائد ہائی سکول قائم نہ کئے جاسکتے ہوں اس وقت تک ہائی سکول میں لڑکیوں کی آمدورفت کے لئے موٹر گاڑیوں کا انتظام کیا جائے۔[۱۸]

انجمن اتحاد الخواتین نے مسلمان طالبات کے لئے نصاب سے بے معنی مضامین خارج کر کے ایسے مضامین شامل کرنے کا مطالبہ کیا جو انکی عملی زندگی میں انکے لئے کارآمد ثابت ہوں۔ انجمن کے نزدیک حفظان صحت، بچوں کی تربیت، انکی صحت کی نگہداشت، کھانا پکانے اور امور خانہ داری کے مضامین کا نصاب میں شامل کیا جانا ضروری تھا۔[۱۹] ۱۹۳۲ء میں انجمن نے موجودہ نصاب تعلیم کو طبقہ نسواں کے لئے غیر مفید اور غیر تسلی بخش قرار دیتے ہوئے اسمیں مذکورہ بالا مضامین شامل کرنے کی درخواست کی۔[۲۰]

انجمن نے تعلیم نسواں کے فروغ کے لئے حکومت سے درخواست کرنے کے ساتھ ساتھ امرتسر شہر کی ایک اور فعال جماعت "انجمن اسلامیہ" امرتسر کو بھی ایک زنانہ ہائی سکول کھولنے کی طرف توجہ دلائی کیونکہ شہر میں صرف ایک ہی ہائی سکول ہونے کے سبب اکثر مسلمان لڑکیاں تعلیم سے محروم رہ جاتی تھیں۔ انجمن نے پرائمری سکولوں کو مڈل سکول میں تبدیل کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔[۲۱]

۱۹۳۰ء میں جب امرتسر شہر کے زنانہ سکول کو شہر سے باہر منتقل کر دیا گیا تو اس فیصلے پر شہر کی دیگر مسلم انجمنوں کے علاوہ انجمن "اتحاد الخواتین" نے بھی شدید احتجاج کیا۔ انجمن نے اپنے ایک اجلاس میں اس کاروائی کو "پردہ نشین لڑکیوں کے لئے مضر" قرار دیا۔[۲۲]

۱۹۳۲ء میں اس سکول کی ایک طالبہ کے اغوا کا افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ انجمن اتحاد الخواتین نے ایک بار پھر نوجوان لڑکیوں کی عزت و عصمت کو محفوظ رکھنے کی خاطر مقامی زنانہ سکول کو شہر کے کسی مرکزی مقام پر منتقل کرنے کا مطالبہ کیا۔[۲۳]

ڈاکٹر مس خدیجہ فیروزالدین (منشی فاضل، ایم اے، ایم او ایل، گولڈ میڈلسٹ) نے مسلم خواتین کے لئے تعلیمی اور معاشرتی میدانوں میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ان کے سبب انکا نام تاریخ میں ہمیشہ محفوظ رہے گا لیکن افسوس کہ نسل نو انکے کارناموں سے تو کیا خود انکے نام سے بھی واقف نہیں۔ خدیجہ فیروزالدین انجمن اتحاد الخواتین کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں اسی سبب انجمن نے ۱۹۲۹ء میں انکی بے لوث اور مخلصانہ خدمات جو انہوں نے صنف نازک کی پست حالت کو سدھارنے میں سرانجام دیں، نہایت قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اور ان کی رہنمائی کو طبقۂ نسواں کی کامیابی اور کامرانی کا موجب خیال کرتے ہوئے انہیں " افتخار النساء " کا خطاب دیا۔ یہ تجویز امرتسر سے شائع ہونے والے رسالہ " سہیلی " کی مدیرہ زہرہ بتول نے پیش کی تھی۔[۲۴] یاد رہے کہ خدیجہ فیروزالدین اس وقت لاہور کالج برائے خواتین میں درس و تدریس میں مصروف تھیں۔

۱۹۳۲ء میں مس خدیجہ فیروزالدین کو امرتسر کے زنانہ انٹرمیڈیٹ کالج کا پرنسپل مقرر کیا گیا انجمن " اتحاد الخواتین " نے حکومت کے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا اور انہیں اس تقرری پر مبارکباد پیش کی۔ انجمن نے انکے تقرر کو " طبقۂ نسواں کے لئے بے حد مفید اور سود مند قرار دیتے ہوئے " حکومت کا شکریہ ادا کیا کہ جس نے " ایک موزوں پرنسپل کا تقرر کرکے تعلیم نسواں کے لئے ترقی کا راستہ کھول دیا " ہے۔[۲۵]

یہ بات خصوصی توجہ کی مستحق ہے کہ مس خدیجہ لاہور کالج برائے خواتین میں درس و تدریس میں مصروفیت کے باوجود انجمن کے جلسوں میں شرکت یا صدارات کے لئے اکثر لاہور سے امرتسر آیا جایا کرتی تھیں۔ امرتسر میں انکی مستقل آمد کے بعد تو انجمن میں گویا ایک نئی قسم کی جان پڑ گئی تھی۔ اتفاق سے انکی امرتسر کالج میں تقرر کے چند ہی ماہ بعد انہیں دوبارہ لاہور واپس بھیج دیا گیا انجمن " اتحاد الخواتین " نے اس خبر کو تعلیم نسواں کے لئے ایک حادثہ قرار دیا اور مسلمانان امرتسر کے جذبات و احساسات وزیر تعلیم تک پہنچاتے ہوئے حکومت سے اپیل کی کہ "چونکہ محترمہ خدیجہ بیگم کا قیام امرتسر ہی میں تعلیمی نقطہ نگاہ سے بہت ضروری ہے اس لئے انہیں ان کے گریڈ ہی میں ترقی دے کر امرتسر ہی میں رہنے دیا جائے۔ انجمن نے اس سلسلے میں ایک قرارداد بھی منظور کی جس میں اس

خدشے کا اظہار کیا گیا کہ انکے امرتسر سے تبادلے کی صورت میں تعلیم نسواں کو شدید نقصان پہنچے گا۔ قرارداد میں انکی ان کوششوں کو سراہا گیا جن کے سبب امرتسر کی لڑکیوں میں تعلیم کے حصول کا جذبہ دن بہ دن ترقی کر رہا تھا۔ انجمن نے آپکی "ذات ستودہ صفات کو امرتسر کے لئے نعمت عظمیٰ" قرار دیا۔[۲۶] یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انجمن اسلامیہ امرتسر، مجلس احرار امرتسر اور ڈسٹرکٹ مسلم لیگ امرتسر نے بھی خدیجہ فیروز الدین کے لاہور تبادلے پر اسی قسم کی قراردادیں منظور کرکے ان کی امرتسر میں تعیناتی کا مطالبہ کیا تھا۔

انجمن اتحاد الخواتین نے مسلم معاشرے میں موجود سماجی اور معاشرتی خرابیوں کو دور کرنے کی طرف بھی خصوصی توجہ مبذول کی۔ اس دور میں ایک وباء یہ پھیل رہی تھی کہ مسلمان عورتیں اپنے عیاش خاوندوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے ارتداد کا راستہ اختیار کر رہی تھیں اور عیسائیت قبول کرکے اپنے شوہروں سے خلاصی حاصل کرنے لگیں۔ انجمن نے اس نہایت ہی افسوسناک صورتحال کی طرف علمائے اسلام اور زعمائے قوم کی توجہ دلاتے ہوئے ایک قرارداد منظور کی جس میں ان مصیبت زدہ بہنوں کی حالت زار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

> جو نالائق اور بدمعاش خاوند اپنی عیاشانہ مشغولیتوں میں مصروف ہوکر فرائض زوجیت کے ادا کرنے میں خوفناک غفلت اور بے پرواہی کے مرتکب ہو رہے ہیں جنکے سبب سینکڑوں عورتیں خاوندوں کے ہوتے ہوئے بھی بیواؤں سے زیادہ مصیبت کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔

انجمن نے متنبہ کیا۔

> اگر علمائے اسلام نے ان مصیبت زدہ بہنوں کی حالت زار پر کوئی توجہ نہ کی اور انکے ظالم شوہروں کے پنجہ استبداد سے چھڑانے کی کوئی شرعی کوشش نہ کی اور انسانیت سے گرے ہوئے خاوندوں کے نکاح سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے مظلوم عورتوں کے لئے کوئی شرعی صورت نہ نکالی تو اس عظیم الشان فتنہ کے نتائج بھگتنے کے لئے انہیں تیار رہنا چاہئیے۔[۲۷]

۱۹۲۹ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے ایک رکن ہربلاس ساردا نے کم عمری کی شادی کے خلاف ایک بل پیش کیا جس نے مسلمانوں میں سخت اضطراب و بے چینی پیدا کی۔ انجمن "اتحاد الخواتین" نے بھی اس بل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو انجمن کا ایک خصوصی اجلاس معراج بیگم کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں حکومت سے مسلمانوں کو اس مجوزہ

بل سے مستثنیٰ قرار دینے کی استدعا کی گئی۔ [۲۸]

اس دور میں برعظیم میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص مسلمان عورتوں کو حق وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا اور اس معاملے میں شریعت کی بجائے ہندووانہ رسوم و رواج پر عمل کیا جاتا تھا۔ انجمن "اتحاد الخواتین" کی صدر خدیجہ فیروزالدین نے خواتین کے حق وراثت کی زبردست تائید و حمایت کی اور مروجہ رسوم کی سختی سے مذمت کرتی رہیں۔ ۱۹۲۹ء میں پنجاب کے مشہور سیاسی رہنما میاں عبدالحیٰ نے وراثت سے متعلق ایک مسودہ قانون پنجاب لیجلسلیٹو کونسل میں پیش کیا۔ خدیجہ فیروزالدین نے لاہور میں "انجمن تحفظ خواتین اسلام" کے نام سے ایک انجمن قائم کی جس نے میاں عبدالحی کے پیش کردہ بل کی بھرپور حمایت کی۔ انجمن اتحاد الخواتین نے بھی مسلمان عورتوں کو وراثت سے محروم رکھنے اور شریعت مقدسہ کی بجائے رسوم و رواج پر عمل کرنے والوں کی سختی سے مذمت کی۔ انجمن نے اپنے کئی ایک اجلاسوں میں مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ عورتوں کو جائیدادوں سے ان کا حق ادا کریں۔ [۲۹]

مغربی تعلیم کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ مسلمان عورتوں میں پردہ ایسے اہم اسلامی حکم سے متعلق بے اعتنائی برتی جانے لگی یہاں تک کہ پردہ کو ترقی کے راستے میں رکاوٹ اور فرسودگی کی علامت سمجھا جانے لگا اور پوری زیب و آرائش کے ساتھ بازاروں میں نکلنا فیشن بن گیا۔ انجمن اتحاد الخواتین کو بے پردہ مسلم خواتین کا یہ طرز عمل ناگوار گذرا۔ اس سلسلے میں انجمن نے ایک قرارداد میں شرعی پردہ قائم رکھنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا۔

> اسلام نے عورت کو قعر مذلت سے نکال کر جس عزت کے مقام پر پہنچایا ہے یقیناً کسی دوسرے مذہب کی پیرو عورتوں کو اس قدر عزت نہیں بخشی گئی۔ اسلئے یہ اجلاس سختی کے ساتھ اس رائے پر قائم ہے کہ اس دور میں عورتوں کی آزادی کے متعلق جس قدر دلفریب مناظر دیکھنے میں آئے ہیں وہ کسی بھی حالت میں طبقہ نسواں کی اخلاقی اور معاشرتی زندگی پر اچھے اثرات پیدا نہیں کرسکتے۔ اس لئے یہ اجلاس ان مسلم خواتین کی آزادی کو نہایت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے جو اسلامی پردہ کی مخالفت کرتے ہوئے پوری زیب و آرائش کے ساتھ بازاروں اور محفلوں میں آتی ہیں۔

قرارداد میں مسلمان خواتین سے توقع ظاہر کی گئی کہ شریعت اسلامیہ نے

ہمارے لئے ہر قسم کے تحفظ کے لئے جو صورتیں بتلائی ہیں ان سب کو بالخصوص شرعی پردہ قائم رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف توجہ منعطف کریں گی۔[۳۰]

انجمن کی صدر خدیجہ فیروز الدین نے خود بھی تمام عمر شرعی پردے کا سختی کے ساتھ اہتمام کیا اور دیگر مسلمان عورتوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین کرتی رہیں۔ مئی ۱۹۳۴ء میں انجمن کے زیر اہتمام ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے تعلیم سے بے پرواہی، مذہب سے بیگانگی اور پردے سے بے اعتنائی کو مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذمہ دار قرار دیا۔[۳۱] یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ انجمن "اتحاد الخواتین" کے زیر اہتمام جتنے بھی جلسے منعقد ہوا کرتے تھے ان میں پردے کا خصوصی انتظام کیا جاتا تھا۔

۱۹۳۲ء میں لاہور کالج برائے خواتین میں فارسی پڑھانے کے لئے ایک مرد پروفیسر کا تقرر کیا گیا روزنامہ انقلاب نے اپنے ایک اداریہ میں حکومت کے اس فیصلے پر کڑی نکتہ چینی کی۔ انجمن اتحاد الخواتین نے اخبار کے اس اداریئے سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے زنانہ کالجوں میں مرد پروفیسروں کے تقرر کو "بے حد خطرناک اور نقصان دہ" بتلایا اور مطالبہ کیا کہ لاہور کالج برائے خواتین میں ایم اے کی کلاسیں جلد از جلد شروع کی جائیں تاکہ نوجوان اور پردہ نشین لڑکیاں آزادی کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں۔[۳۲]

مسلمان خواتین میں دین اسلام سے شغف اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پیدا کرنے کی غرض سے ہر سال عید میلاد النبی کے موقع پر انجمن ایک خصوصی جلسہ منعقد کیا کرتی تھی۔ اس سلسلے کا پہلا جلسہ ۱۹۲۹ء میں منعقد ہوا تھا۔ ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء کو انجمن کا ایک اجلاس جلسے کے انتظامات کے سلسلے میں بلایا گیا۔ اجلاس میں بیگم ڈاکٹر محمد شریف کی طرف سے ۵۰ روپے مالیت کا ایک طلائی تمغہ اس لڑکی کو دینے کا اعلان کیا گیا جو "عالم نسواں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات" کے موضوع پر بہترین مضمون لکھے گی۔ اس موقع پر بیگم خواجہ غلام لٰیسین فرحت نے بھی اپنی طرف سے یہ اعلان کیا کہ چودہ سال سے کم عمر لڑکی جو اسلام کے کسی مستند واقعہ کو نہایت دلکش اور مؤثر الفاظ میں قلمبند کر کے جلسہ میں پڑھے گی اسے ایک سلور میڈل انعام میں دیا جائے گا موصوفہ نے مضمون پڑھنے کے لئے دو شرائط عائد کیں۔ اول مضمون فل سکیپ سائز کے پانچ صفحات سے زائد نہ ہو اور دوم مضمون نگار اپنا مضمون خود ہی پڑھے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اس

انعامی مقابلے میں ہر مذہب و ملت کی خواتین شرکت کی مجاز ہوں گی۔ [۳۳]

یہ جلسہ مس خدیجہ فیروزالدین کی زیر صدارت ۲جون ۱۹۲۹ء کو اسلامیہ ہائی سکول امرتسر میں منعقد ہوا تھا۔ جلسے کی شائع شدہ رپورٹ کے مطابق " تمام بہنوں کو خیال تھا کہ اس سے پیشتر امرتسر کی تاریخ نسواں میں ایسا بارونق اور شاندار جلسہ دیکھنے میں نہیں آیا"۔شہر کے دور دراز علاقوں کے علاوہ لاہور، مظفر گڑھ اور دیگر شہروں کی ہر مذہب و ملت کی تقریباً چھ سو خواتین نے اس جلسے میں شرکت کی تھی۔ تلاوت کلام پاک اور نعت خوانی کے بعد انعامی موضوعات پر تقریریں ہوئیں جن میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کا ذکر ہوا جو آپؐ نے صنف نازک پر فرمائے۔تقاریر کے اختتام پر صدر موصوفہ نے ذکیہ ظفر اور بیگم راجہ ظفر حسین خان (پبلسٹی آفیسر، نارتھ ویسٹرن ریلوے) کو گولڈ میڈل کا مستحق قرار دیا۔دوسرا نقرئی تمغہ حفیظ بیگم (مشترکہ سیکرٹری انجمن اتحاد الخواتین، امرتسر) کو دیا گیا۔ تقسیم انعامات کے بعد مس خدیجہ فیروزالدین نے عشق رسولؐ میں ڈوبی ہوئی ایسی رقت انگیز تقریر کی کہ تمام سامعین پر سکتے کا سا عالم طاری ہو گیا اور انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔آپ نے تمام حاضرات کو قرآن و حدیث کی رو سے یقین دلایا کہ عورتیں پردے کے اندر رہتے ہوئے وہ عظیم الشان ترقی کر سکتی ہیں جنہیں وہ اس وقت ناممکن اور مشکل خیال کرتی ہیں۔ [۳۴]

۱۹۲۷ء کے بعد ہندوستان میں ہندوؤں کی جانب سے فرقہ واریت کی جو زہریلی فضا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیوں کے مختلف واقعات کی شکل میں رونما ہوئی اس کے پیش نظر زعمائے قوم نے آپؐ کی ولادت باسعادت کا دن بڑے جوش و خروش سے منانے کا فیصلہ کیا امرتسر میں بھی اس کا بھرپور اہتمام کیا جانے لگا اور شہر کی مختلف سماجی اور مذہبی انجمنوں نے یوم عید میلاد النبیؐ منانے کا سلسلہ شروع کیا۔انجمن اتحاد الخواتین نے بھی اس سلسلے میں خواتین کا ایک جلسہ بڑے وسیع پیمانے پر کرنے کا فیصلہ کیا۔اس بارے میں انجمن کی مشترکہ سیکرٹری غلام فاطمہ کی ایک اپیل شائع ہوئی جس میں مسلمان بہنوں سے جلسہ کو کامیاب بنانے کی درخواست کی گئی۔ [۳۵]

عید میلاد النبیؐ کا یہ جلسہ ۱۸ اگست ۱۹۲۹ء کو بیگم خان بہادر، خواجہ محمد غلام صادق (صدر، بلدیہ امرتسر) کی زیر صدارت گورنمنٹ ہائی سکول میں منعقد ہوا۔شہر کے دور دراز اطراف سے مسلم

خواتین نے کمال جوش وخروش سے اس جلسہ میں شرکت کی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ امرتسر کے علاوہ لاہور سے بھی بہت سی خواتین اس جلسے میں شامل ہوئیں تھیں۔ اگرچہ اس ہال میں دو ہزار کے قریب بیٹھنے کی جگہ تھی لیکن خواتین کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی اور جلسہ گاہ میں تل دھرنے کو جگہ باقی نہ رہی۔ اس جلسہ کی ایک خاص بات یہ تھی کہ جلسہ کی صدر کسی امتیازی کرسی پر بیٹھنے کی بجائے سٹیج پر تشریف فرما تھیں جہاں ایک قالین پر گاؤ تکیہ لگا ہوا تھا۔[۳۶] ذکیہ ظفر نے آقائے دوجہاں کی سیرت طیبہ پر ایسی پر مغز اور ولولہ انگیز تقریر کی کہ ہر طرف سے جزاک اللہ اور مرحبا کے پرجوش نعرے بلند ہوئے۔

۱۹۳۰ء میں بھی عید میلادالنبیؐ کے موقع پر ۱۸ اگست کو ٹاؤن ہال میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں میلاد شریف پڑھے جانے کے بعد چند ایک تعلیم یافتہ خواتین نے نہایت سبق آموز تقاریر کیں۔[۳۷] ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۶ء کے دوران ہونے والے ان جلسوں کے متعلق معلومات حاصل نہیں ہو سکیں البتہ ۳۰ مئی ۱۹۳۷ء کو عید میلادالنبیؐ کے سلسلے میں امرتسر کے ٹاؤن ہال میں مس خدیجہ فیروزالدین کی زیر صدارت ہونے والے جلسے کی کاروائی کا حال روزنامہ انقلاب میں شائع ہوا۔ اس جلسے کے انعقاد کا اعلان دو تین روز پیشتر بذریعہ اشتہار کیا گیا تھا۔ ٹاؤن ہال میں صبح آٹھ بجے ہی سے عورتوں کا تانتا بندھ گیا تھا۔ صدر محترمہ نے خود تلاوت قرآن پاک سے جلسے کا آغاز کیا۔ اسکے بعد استانی برکت بی بی، استانی کلثوم بی بی، استانی تاج بیگم اور یتیم خانہ انجمن اتحادالخواتین کی بچیوں آمنہ بانو، عزیزہ جاوید، دلشاد زاہدہ بانو، زاہدہ صادقہ، عزیزہ، نور فاطمہ، رضیہ اور محمودہ نے خوش الحانی کے ساتھ نعتیں پڑھیں۔ مسلم وومنز کانفرنس (Womens Conference) امرتسر کی مہتمہ نادرہ سلطانہ نے سیرت النبیؐ پر ایک برجستہ تقریر کی۔ آخر میں صدر جلسہ مس خدیجہ فیروزالدین نے تقریباً اڑھائی گھنٹے تک ایک نہایت مؤثر اور دل آویز تقریر کی۔[۳۸]

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ اس دور کی انجمنیں خواہ ان کا دائرہ کار معاشرتی اور مذہبی امور تک ہی کیوں نہ محدود ہوتا وہ ملکی سیاست سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی تھیں۔ انجمن "اتحاد الخواتین" بھی اس کلیے سے مستثنیٰ نہیں تھی لیکن اس معاملے کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ دیگر انجمنیں تو زیادہ تر اندرون ہند وقوع پذیر معاملات سے اثر قبول کیا کرتی تھیں لیکن انجمن اتحاد الخواتین نے

بیرون ہند افغانستان کے معاملات میں گہری دلچسپی لی ۔ ۱۹۲۹ء میں افغانستان کے حکمران امان اللہ خان کے خلاف ایک بغاوت رونما ہوئی اور وہاں بدامنی پھیل گئی ۔انجمن اتحاد الخواتین نے اس موقع پر ایک خصوصی اجلاس منعقد کیا جس میں ایک قرارداد کے ذریعے افغانستان میں موجودہ ناگفتہ بہ حالات پر انتہائی رنج و ملال کا اظہار کیا گیا ۔قرارداد میں ملکہ افغانستان کے ساتھ پوری ہمدردی اور دلی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اسے اس امر کا یقین دلایا گیا کہ اس وقت تمام ہندوستانی بہنیں افغانستان کے پراگندہ حالات کو کمال رنج و ملال کے ساتھ دیکھ رہی ہیں اور انکی ہمدردی اور دلی دعائیں انکے ساتھ ہیں ۔ [۳۹] اپنے ایک اور جلسہ میں انجمن نے افغانستان کی داخلی صورت حال پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کیا اور اپنے اس پختہ یقین کا اظہار کیا کہ شورش پسند جماعتوں کا غازی امان اللہ کی جاری کردہ اصلاحات کو پبلک میں بغاوت کرنے کے لئے آڑ بنانا کسی بھی حالت میں درست نہیں اجلاس میں ملا شور بازار اور "اسی قسم کے غدار انسانوں" کی حرکات پر سخت نفرت اور رنج کا اظہار کیا گیا ۔انجمن کی منظور کردہ ایک اور قرارداد میں دعا کی گئی کہ خداوند کریم غازی موصوف کو اپنی ان مجاہدانہ سرگرمیوں میں کامیاب کرے جو انہوں نے افغانستان کو چوروں اور ڈاکوؤں کے قبضے سے نجات دلانے کے لئے شروع کی ہیں ۔ [۴۰]

امان اللہ خان نے جب افغانستان پر دوبارہ قبضے کے لئے جدوجہد شروع کی اور اسے غزنی شہر پر دوبارہ قبضہ کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی تو انجمن نے اس خوشی میں ۹ اپریل ۱۹۲۹ء کو اسلامیہ سکول امرتسر میں بیگم ڈاکٹر محمد شریف کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد کیا جس میں شہر کی تقریباً چار سو خواتین شریک ہوئیں ۔جلسہ میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں غازی امان اللہ کی خدمت میں شہر غزنی کی فتح پر انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے صدق دل کے ساتھ انہیں مبارکباد پیش کی گئی اور ساتھ ہی یہ دعا بھی کی گئی کہ "مالک لم یزل جلد آپ کو تخت کابل پر متمکن کرے ۔" قرارداد میں تمام ہندوستانی بہنوں سے درخواست کی گئی کہ جس روز تسخیر کابل کا شہرہ جانفزا سننے میں آئے اسی شب تمام بہنیں اپنے گھروں میں چراغاں کر کے اپنی دلی ہمدردی اور اخوت کا پورا پورا ثبوت دیں ۔ [۴۱]

انجمن اتحاد الخواتین نے امرتسر کی مسلم خواتین کی تمدنی اور معاشرتی اصلاح کا کام اس قدر ذوق و شوق کے ساتھ کیا کہ بہت جلد اسکے اثرات و نتائج دیکھنے میں آنے لگے ۔اس جماعت کی

کوششوں کے نتیجے میں مسلمان گھرانوں سے رسوم قبیحہ پہلے کی نسبت کم دیکھنے میں آئیں اور ان میں تعلیم حاصل کرنے کا شوق بڑھنے لگا۔[۴۲] ۱۹۳۴ء میں انجمن کی سیکرٹری بیگم غلام نبی نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ انجمن کی صدر مس خدیجہ فیروز الدین کے اخلاص اور جذبہ عمل کا ایک ثبوت یہ ہے کہ امرتسر کی خواتین جو اس سے بیشتر عام طور پر اجتماعی کاموں اور قومی مجلسوں میں شاذونادر حصہ لیا کرتی تھیں اب ہر اس آواز پر لبیک کہتی ہیں جو انکو صحیح جذبہ عمل کے لئے ابھارے۔[۴۳]

حوالہ جات

۱۔ روزنامہ انقلاب، لاہور، ۲۲ دسمبر ۱۹۲۸ء، ص ۱

۲۔ ایضاً، ۳۰ مارچ ۱۹۲۹ء، ص ۶

۳۔ ایضاً، ۱۱ اپریل ۱۹۲۹ء، ص ۲

۴۔ ایضاً، ۲۲ مارچ ۱۹۳۳ء، ص ۴

۵۔ ایضاً، ۱۴ جون ۱۹۲۹ء، ص ۲

۶۔ ایضاً، ۱۰ اگست ۱۹۲۹ء، ص ۲

۷۔ ایضاً، ۱۰ اگست ۱۹۲۹ء، ص ۲

۸۔ ایضاً، ۳۱ اگست ۱۹۲۹ء، ص ۶

۹۔ ایضاً، ۱۱ ستمبر ۱۹۳۰ء، ص ۶

۱۰۔ ایضاً، ۲۲ اگست ۱۹۳۰ء، ص ۲

۱۱۔ ایضاً، ۲۴ ستمبر ۱۹۳۰ء، ص ۶

۱۲۔ ایضاً، ۲۲ اگست ۱۹۳۰ء، ص ۲

۱۳۔ ایضاً، ۳۱ اگست ۱۹۳۳ء، ص ۸

۱۴۔ ایضاً، ۱۵ اگست ۱۹۳۴ء، ص ۲

۱۵۔ ایضاً، ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء، ص ۷

۱۶۔ ایضاً، ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء، ص ۷

۱۷۔ ایضاً، ۱۵ جون ۱۹۳۵ء، ص ۳
۱۸۔ ایضاً، ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء، ص ۶
۱۹۔ ایضاً، ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء، ص ۶
۲۰۔ ایضاً، ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء، ص ۵
۲۱۔ ایضاً، ۱۰ اگست ۱۹۲۹ء، ص ۲
۲۲۔ ایضاً، ۲۲ اگست ۱۹۳۰ء، ص ۲۱
۲۳۔ ایضاً، ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء، ص ۵
۲۴۔ ایضاً، ۱۰ اگست ۱۹۲۹ء، ص ۲
۲۵۔ ایضاً، ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء، ص ۵
۲۶۔ ایضاً، ۵ جولائی ۱۹۳۳ء، ص ۶
۲۷۔ ایضاً، ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء، ص ۶
۲۸۔ ایضاً، یکم نومبر ۱۹۲۹ء، ص ۴
۲۹۔ ایضاً، ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء، ص ۵
۳۰۔ ایضاً، ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء، ص ۶
۳۱۔ ایضاً، ۲۲ مئی ۱۹۳۴ء، ص ۶
۳۲۔ ایضاً، ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء، ص ۵
۳۳۔ ایضاً، ۲۸ مئی ۱۹۲۹ء، ص ۱
۳۴۔ ایضاً، ۸ جون ۱۹۲۹ء، ص ۲
۳۵۔ ایضاً، ۱۸ جولائی ۱۹۲۹ء، ص ۱
۳۶۔ ایضاً، ۲۱ اگست ۱۹۲۹ء، ص ۶
۳۷۔ ایضاً، ۲۲ اگست ۱۹۳۰ء، ص ۲
۳۸۔ ایضاً، ۹ جون ۱۹۳۷ء، ص ۷
۳۹۔ ایضاً، یکم فروری ۱۹۲۹ء، ص ۲
۴۰۔ ایضاً، ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء، ص ۶
۴۱۔ ایضاً، ۲۸ اپریل ۱۹۲۹ء، ص ۵
۴۲۔ ایضاً، ۷ نومبر ۱۹۳۲ء، ص ۴
۴۳۔ ایضاً، ۵ اگست ۱۹۳۴ء، ص ۲

ادارہ کی مطبوعات

۱۔ گفتار قائد اعظم مرتبہ احمد سعید	۶۰ روپے
۲۔ فاطمہ جناح: حیات و خدمات از ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی	۸۰ روپے
۳۔ حیات قائد اعظمؒ: چند نئے پہلو از احمد سعید	۳۰ روپے
۴۔ مولانا عبید اللہ سندھی کی سرگزشت کابل مرتبہ غلام مصطفیٰ خان	۴۰ روپے
۵۔ اسلام کی انقلابی علمی تحریک از عبید اللہ قدسی	۲۰ روپے
۶۔ جمعیت العلماء ہند۔ دستاویزات (۲ جلدیں) مرتبہ پروین روزینہ	۱۲۵ روپے
۷۔ کتابیاتی اشاریہ پاکستان ۱۹۷۹ء مرتبہ شفیع النساء	۵۰ روپے
۸۔ خاکسار تحریک اور آزادی ہند مرتبہ ڈاکٹر اے۔ ڈی مضطر	۱۲۰ روپے
۹۔ کشمیری مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد از مرزا شفیق حسین	۱۰۰ روپے
۱۰۔ قائد اعظمؒ اور راولپنڈی از منظور الحق صدیقی	۳۰ روپے
۱۱۔ پاک و ہند کی سیاست میں علماء کا کردار از ایچ بی خان	۱۲۵ روپے
۱۲۔ جنگ آزادی کے اردو شعراء از محمود الرحمان	۱۲۰ روپے
۱۳۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (۲ جلدیں) مرتبہ ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی	۲۰۰ روپے
۱۴۔ قائد اعظمؒ کے رفقاء سے ملاقاتیں مرتبہ سید ذوالقرنین زیدی	۷۰ روپے
۱۵۔ آہنگ بازگشت از محمد سعید	۱۱۰ روپے
۱۶۔ سفرنامہ ابن بطوطہ مترجم پیرزادہ محمد حسین	۷۵ روپے
۱۷۔ آزاد کشمیر ایک سیاسی جائزہ از مرزا شفیق حسین	۲۵۰ روپے
۱۸۔ پیر صاحب مانکی شریف از وقار علی شاہ	۷۰ روپے
۱۹۔ وارث شاہ: عہد اور شاعری از عذرا وقار	۴۵ روپے